جگہ بڑی اہمیت رکھتے ہیں تاہم رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک عہد کا واقعہ بھی اس کی تائید کرتا ہے۔

بئر معونہ کے موقعہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علماء اور قراء صحابہ کی ایک عظیم جماعت روانہ فرمائی تھی، ایک صحابی کو نیزہ لگتا ہے خون پھوٹ پڑتا ہے وہ اسے اٹھا کر سر اور منہ پر مل لیتے ہیں۔

عن انس بن مالک یقول لما طعن حرام بن ملحان وکان خالہ یوم بئر معونۃ قال بالدم ھکذا فنضحہ علی وجھہ وراسہ ثم قال فزت ورب الکعبۃ (بخاری ص۵۸۶ ج۲)

بخاری وغیرہ کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ نے رب سے دعا کی تھی اس لیے اس ماجرے کی تفصیل بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتا دی گئی تھی — اور یہ اصول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں کوئی کام کریں اور نہی نازل نہ ہو تو وہ شرعی حجت ہوتا ہے۔ بہر حال سر اور منہ پر پاک چیز ہی ملی جاتی ہے۔ ناپاک نہیں۔ اس لیے ثابت ہوا کہ خون "دم مسفوح" ہو یا غیر دم مسفوح، بہر حال وہ پلید اور ناپاک نہیں ہے۔ پاک ہے۔ ہاں "دم مسفوح" (خون جاری) حرام ضرور ہے۔ باقی رہا وہ خون جو گوشت کو لگا ہوتا ہے وہ پاک بھی ہے اور حلال بھی۔ دلائل آپ کے سامنے ہیں۔

زمین مرہونہ سے انتفاع

رہن کے بارے میں قرآن حمید کا ارشاد ہے کہ،

وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَقْبُوضَةٌ (پ۳۔ بقرہ ع۳۹)

"اور اگر آپ سفر میں ہوں اور کوئی لکھنے والا آپ کو نہ ملے (اور قرض لینا ہو) تو رہن قبضہ میں لے کر دو (یا قبضہ میں دے کر لو)"

قرض کے لیے ضروری ہے کہ اس کے لیے تحریری دستاویز اور دو گواہ ہونے چاہئیں۔ چونکہ سفر میں یہ بات مشکل ہوتی ہے اس لیے سفر کا بالخصوص ذکر فرمایا گیا ہے۔ ورنہ حضر میں بھی رہن رکھی جا سکتی ہے (جیسا کہ مدینہ منورہ میں آنجناب نے زرہ رہن رکھی) گویا کہ رہن، تحریر (وثیقہ) اور گواہوں کے قائم مقام شے ہے۔ امام ابن القیم فرماتے ہیں۔

فدل ذلک دلالۃ بینۃ ان الرھان قائمۃ مقام الکتاب والشھود، شاھدۃ مخبرۃ بالحق کما یخبربہ الکتاب والشھود (اغاثۃ ص۴۹ ج۲)

قرض کے دو پہلو ہیں، ایک لینے والے ضرورت مند کی ضرورت اور حاجت کا تقاضا کہ اس موقعہ پر اس سے تعاون کیا جائے۔ دوسرے قرض دینے والے کے اطمینان اور حق کی بات کا اقتضا ہے کہ حق محفوظ رہے اور اس سلسلے میں اسے اطمینان حاصل ہو، ورنہ کوئی بھی شخص کسی کے کام آنے کا حوصلہ نہیں کرے گا۔ چنانچہ اسلام نے سفارش کی کہ ضرورت مند کو قرض حسن دو اور قرضخواہ سے کہا کہ آپ اپنے اطمینان کے لیے ان سے مناسب ضمانت لے لیں۔ تحریر (وثیقہ) اور دو گواہ یا کوئی شے رہن رکھ لیں۔ اس لیے اس اصول پر بے ساختہ واہ وا نکل گئی۔

فلا احسن من هذه النصيحة وهذا الارشاد والتعليم الذى لو اخذ به الناس لم يقع فى الاكثر حق احد ولم يتمكن المبطل من الجحود والنسيان (اغاثة ص ۴۹/۲)

معلوم ہوا کہ رہن سے غرض قرض کے سلسلے میں ضمانت اور اطمینان حاصل کرنا ہے تاکہ اسے اپنے قرض کی وصولی کے سلسلے میں اطمینان حاصل ہو جائے۔ نہ یہ کہ اس سے قرضخواہ کچھ کمائے کیونکہ یہ تو ربا اور سود ہے۔ لیکن رہن رکھی ہوئی چیزیں مختلف ہوتی ہیں، بعض وہ ہیں کہ اگر پڑی رہیں تو ان کا کچھ نہیں بگڑتا مثلاً زیور ہیں یا سونا اور چاندی۔ اس صورت میں ان سے کسی بھی درجہ میں استفادہ کرنا جائز نہیں ہے۔ ان کو استعمال نہ کرے۔

بعض ایسی چیزیں ہوتی ہیں، جن پر مرتہن (قرضخواہ۔ جس کے پاس رہن رکھی گئی ہے) کو کچھ خدمات انجام دینا پڑتی ہیں اور کچھ مصارف بھی برداشت کرنا پڑتے ہیں، ورنہ شے کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے مثلاً جانور ہے یا زمین جیسی چیزیں۔ اس صورت میں اگر مرتہن مفوضہ ذمہ داری بجا نہ لائے تو چیز ضائع ہو سکتی ہے۔ اگر وہ خدمات یا مصارف تو مرتہن برداشت کرے لیکن حق الخدمت وصول نہ کرے تو یہ رہن تو ان کے لیے بلائے جان بن جائے گی اور راہن کے لیے وارے نیارے ہوں گے کیونکہ گھر میں بیٹھے قرض کے علاوہ بھی ان کو وصول ہوتا رہے گا۔ اس لیے شریعت نے اس امر کی گنجائش رکھی ہے کہ وہ مناسب حق الخدمت وصول کر لیا کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

سواری ہے تو خرچ کے مطابق اس پر سواری کر سکتا ہے اگر دودھ دینے والا جانور ہے تو دودھ نوش کیا جا سکتا ہے۔

عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه عن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم انه كان يقول الرهن يركب بنفقته ويشرب لبن الدر اذا كان مرهونا (بخارى باب الرهن مركوب والمحلوب ص ۳۴۱ ج ۱)

وفى الهداية: اذا كانت الدابة مرهونة فعلى المرتهن علفها ولبن الدر يشرب

الحدیث (طحاوی ص۲۰۹ والدارقطنی ص۲۰۳)

عن الشعبی رفعه الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی الرهن: الدر والظهر مرکوب و محلوب بنفقة (مصنف عبدالرزاق مرسلا ص۲۴۴ ج۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ بھی اسی کے مطابق تھا۔

عن ابی صالح عن ابی هریرة قال: الرهن مرکوب ومحلوب ومعلوف (مصنف عبدالرزاق ص۲۴۴ ج۸)

ہاں اگر خرچہ اور حق الخدمت سے زیادہ اس سے زیادہ وصول ہوتا ہے تو اسے قرض سے وضع ہونا چاہیے۔

قال طاؤس: فی کتاب معاذ بن جبل: من ارتهن ارضا فهو یحسب ثمرها لصاحب الرهن، من عام حج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم (مصنف ص۲۴۵ ج۸)

حضرت طاؤس کی روایت معاذ سے مرسل ہے۔ ہاں ان کی کتاب سے اخذ کی گئی ہے اس لیے یقیناً حجت بھی ہے۔

بہرحال اس مسئلہ میں بہت زیادہ اختلاف ہے، اس کے مخالف بھی ہیں اور موافق بھی۔ لیکن راقم الحروف کا رجحان ان کی طرف ہے جو انتفاع بالمرہون کے قائل ہیں مگر بقدر حق الخدمت و المصارف اگر زائد ہو تو اسے قرض سے وضع ہونا چاہیے۔ ورنہ وہ ربا ہوگا۔ واللہ اعلم۔